ظہر اور عصر کی نماز کے اوقات کی تعیین پر
حنفی دلائل پر مشتمل خوبصورت رسالہ
ٹھنڈی ظہر
مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
حضرت علامہ سید حمزہ علی قادری مدظلہ
جیلانی سینٹر، پانچویں منزل روم نمبر 501،
نزد میری ویدر ٹاور کراچی، پاکستان
فون: 2446818،
0320-4333547
0300-8271889

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! اہلسنّت (احناف) کے نزدیک گرمیوں میں ظہر کی نماز گرمی کی تیزی نرم پڑنے کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ یہی احادیث صحیحہ سے صراحۃً ثابت ہے اس کے برعکس غیر مقلدین اور بعض دیوبندی بھی وہابیوں کی تقلید میں گرمیوں اور سردیوں ہر دونوں موسموں میں اوّل وقت کا دھوکہ دے کر کڑکتی گرمی میں ظہر کی نماز ادا کرنے کو افضل سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے پاس صریح احادیث کوئی نہیں سوائے ان روایات کے جو جواز کیلئے ہیں یا پھر ضرورت کے پیش نظر اوّل وقت میں پڑھی گئیں جس کی تفصیل آئے گی۔ (اِن شاءاللہ)

مقدمہ

۱......ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہو کر اس وقت تک ہے جب ہر شے کا سایہ (اصلی سایہ کے علاوہ) دوگنا ہو جائے غیر مقلدوں اور احناف کے نزدیک اوّل و آخر اوقات کے درمیان میں جب بھی ظہر کی نماز پڑھی جائے جائز ہے لیکن اختلاف اس میں ہے کہ گرمیوں میں اوّل وقت میں پڑھنا افضل ہے یا گرمی کی تیزی کو ٹھنڈا کر کے احناف کے نزدیک پچھلے وقت میں افضل ہے اور غیر مقلدوں اور بعض دیوبندوں کے نزدیک اوّل وقت ہیں۔

۲......جن احادیث میں گرمیوں میں اوّل وقت میں نماز پڑھنا ثابت ہے وہ ضرورت کی وجہ سے یا جواز کیلئے تھا ورنہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دائمی عمل گرمی کی تیزی کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا تھا۔

۳......خوارج کی علامت تھی کہ وہ نماز میں جلدی کرتے یہاں تک کہ گرمیوں میں زوال ہوتے ہی ظہر کی نماز پڑھ لیتے اسی لئے تو ہم غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کو خوارج سمجھتے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب ’ابلیس تا دیوبند‘ میں ہے۔

٤......حدیث قولی و فعلی میں تضاد ہو تو ترجیح حدیث قولی کو دی جائیگی کیونکہ وہ بمنزلہ حکم ہے اور فعلی میں تاویل کی جائیگی اور قاعدہ عام ہے۔ الحمدللہ ابراد المظہر میں ہمارے دلائل احادیث قولیہ سے ہیں اور فعلیہ سے بھی لیکن جہاں فعلیہ احادیث میں ابراد نہیں انہیں ہم نے وجوہ صحیحہ پیش کر دیئے ہیں جس وجہ سے وہ نمازیں ابراد کے برعکس پڑھی گئیں۔

۵......قاعدہ ہے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ہے جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائمی عمل ہو۔ الحمدللہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گرمیوں میں دائمی عمل ابراد تھا اس کے برعکس کسی وجہ سے تھا جس کی تفصیل آئے گی۔ (اِن شاءاللہ)

﴾ باب - 1 ﴿

حنفیوں کے نزدیک گرمیوں میں ظہر کی نماز دِن کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا افضل ہے اور سردیوں میں اوّل وقت میں بعض دیوبندی اور غیر مقلدین گرمیوں میں چلچلاتی دھوپ دوپہر کے قریب ہی پڑھ لیتے ہیں جو احادیث صحیح کے بالکل خلاف ہے چنانچہ درج ذیل احادیث ملاحظہ ہو۔

☆ عن ابی ذر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال اذن موذن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم للظہر قال ابرد ابرد انتظر انتظر فان شدۃ الحر من فیح جہنم فاذا اشتد الحر فابر دو اعن الصلوۃ حتی رائینا فی التلول (بخاری مسلم، باب الابراد بالظہر)

ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن نے اذان کا اِرادہ کیا کہ وہ ظہر کی اذان کہیں آپ نے اسے فرمایا ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر انتظار کر اس لئے گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے تو جس وقت گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

☆ عن ابی ذر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال کنا سفر معی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فاراد المؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یوذن فقال لہ ابردثم اراد ان یوذن فقال لہ ابرد ارا دان یوذن فقال لہ ابرو حتی ساوی الظل التلول فقال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ان شدۃ الحر من فیح جہنم و قال الترمذی حدیث حسن صحیح و ابن شیبہ و ابو داؤد طیالسی و بیہقی و ابوعوانہ وغیرھم

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو مؤذن کا اذان کہنے کا ارادہ ہوا تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا کر پھر مؤذن کا ارادہ ہوا کہ اذان کہے تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا کر پھر اسکا ارادہ ہوا تو فرمایا ٹھنڈک کر یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا آپنے فرمایا کہ گرمی کی تیزی دوزخ کی بھڑک سے ہے جب تیز ہو تو نماز ٹھنڈی کرو۔ (رواہ البخاری فی صحیح فی باب الاذان ومسلم) (امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے)

فائدہ...... اس حدیث سے غیر مقلدین کے دوسرے غلط مسئلہ کا بھی ردّ ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ظہر کا وقت صرف مثل اوّل تک رہتا ہے اوّل مثل کے بعد ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے کیونکہ سورج کی گرمی مثل اوّل تک ایک ہی طریق پر رہ گئی ہے اگر مثل اوّل تک ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ سورج کو ٹھنڈا کرنے کا کیا معنی حالانکہ سورج مثل اوّل، بعد ٹھنڈا ہوتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت مثل اوّل کے بعد بھی رہتا ہے چنانچہ روایت مذکورہ میں ٹیلوں کا بہت زیادہ پھیلنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ظہر کا وقت مثل اوّل کے بعد تک رہے کیونکہ ٹیلے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ نیچے بچھے ہوئے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی بچھی جانے والی اشیاء کا سایہ نظر نہیں آتا جب تک کہ سورج بہت زیادہ نہ ڈھل جائے چنانچہ تجربہ کر کے دیکھئے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں، ٹیلے ہمیشہ بچھے ہوئے ہوتے ہیں نہ کھڑے ہوئے اسی لئے ان کا سایہ نظر نہیں آئے گا جب تک کہ سورج بہت زیادہ ڈھل نہ جائے کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ ایسی بچھنے والی اشیاء کا سایہ پہلے بطرف اجساط پھیلتا ہے پھر آگے کو بڑھتا ہے اور بڑی دیر بعد نمودار ہوتا ہے اور ٹیلے کا سایہ اس کے برابر ہوجانے کا وقت لازماً مثل اوّل بعد ہوگا اور یہی حکم حدیث مذکورہ میں ہے جب اتنی بڑی وضاحت کے ساتھ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ظہر کی نماز کا وقت بتایا اور اسی پر حنفی عمل پیرا ہیں اب وہابیہ ایسی صحیح احادیث اور صریحاً احکام پر عمل نہ کرے تو اس کی اپنی بدقسمتی ہے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز کی تاخیر کی علت بھی سورج کو ٹھنڈا کرنا بتایا ہے اور پھر تاکید در تاکید پھر بار بار۔

(ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون)

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اشتدا الحر فابر دور بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب گرمی تیز ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو۔

﴿ وقال الترمذی وفی لباب عن ابی سعید وابی ذر وابی موسیٰ وابن عباس وانس والغیر ۃ وصفوان وحدیث ابی ہریرۃ حدیث حسن صحیح ﴾

☆ عن عبد اللہ بن رافع انہ سال ابو ھریرۃ عن وقت الصلوۃ فقال ابو ھریرۃ انا اخبرک صلی الظھر اذا کان ظلک مثلک و العصر اذا کان ظلک مثلیک (الحدیث، رواہ المالک فی موطاہ والامام محمد فی موطاہ)

عبداللہ بن رافع نے ابو ہریرہ سے نماز کا سوال کیا تو انہوں نے فرمایا میں تمہیں خبر دیتا ہوں نماز ظہر پڑھ جب تیرا سایہ تیری مثل ہوجائے اور عصر پڑھ جب تیرا سایہ دومثل ہوجائے۔

فائدہ...... صل اظہر جملہ اذا کان الخ کی جزاء ہے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ شرط جزاء سے مقدم ہوتی ہے۔ ادھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ظہر کو ٹھنڈا پڑھنے والی حدیث کے راوی ہیں اب نتیجہ ظاہر ہے کہ حدیث مذکورہ مثل اوّل کے بعد ظہر کی نماز پڑھنا ثابت ہوا اور یہی ہمارا مذہب ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بار بار تاکید فرماتے ہیں کہ گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو اور ٹھنڈا وقت ظہر کے مثل اوّل بعد شروع ہوتا ہے اور یہ بھی وہم ختم ہوا کہ ٹھنڈا وقت تو دومثل کے تک بھی نہیں ہوتا تو اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ ظہر کا وقت سورج ڈوبنے سے پہلے تک ہونا چاہئے اس کا جواب اوپر آگیا کہ دومثل سے قبل ظہر کا وقت ہے اور اس کے بعد عصر شروع ہوجاتی ہے۔ اس لئے اوّلاً ثابت ہوا کہ ابراد سے مراد ابتدائی ٹھنڈک ہے اور وہ مثل اوّل کے بعد ہے اور یہی ہم کہتے ہیں۔

☆ عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال انما مثلک و مثل اھل الکتاب کرجل استاجرا جراء فقال من یعمل لی من غدوۃ الی نصف النہار علی قیراط قیراط فعملت ایھود ثم قل من یعمل لی من نصف النہار الی صلوۃ العصر علی قیراط قیراط فعملت انصاری ثم قال من یعمل لی من صلوۃ العصر انی ان تغیب الشمس علی قیراطین قیراطین فانتم ھم فغضب الیھود و انصاری قعالو امالناکنا اکثر عملا و اقل عطاء فقال ھل نقصت من حقکم شیئا فقالو الا قال نذلک فضلی اوتیہ من اشاء (رواہ البخاری بالاسانید العدیدہ والطرق الکثیر ہ ورواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری اور اہل کتاب کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے چند مزدور بلا کرانہیں فرمایا کہ تم میں جو بھی دوپہر تک کام کریگا تو ہر ایک کو ایک ایک قیراط دوں گا۔ یہودیوں نے دوپہر تک مزدوری کی اور ایک ایک قیراط پالیا۔ پھر اعلان کیا کہ جو دوپہر سے عصر تک کام کرے گا تو ہر ایک مزدور کو ایک ایک قیراط ملے گا عصر تک گویا انصاری نے کام کیا (تو مزدوری حاصل کرلی) اس کے بعد اعلان کیا کہ جس نے نماز عصر سے غروب شمس تک کام کیا تو ہر ایک کو دودو قیراط ملیں گے اس پر یہود ونصاریٰ ناراض ہوئے کہ اسکی کیا وجہ کہ ہم نے کام زیادہ وقت میں کیا لیکن مزدوری کم مالک نے کہا بھلا بتاؤ میں نے تمہاری مزدوری میں کچھ کمی کی؟ کہا نہیں تو فرمایا تو وہ میرا فضل ہے کہ جسے جتنا چاہوں عطا کروں۔

حدیث کے آخر میں الا فانتم الذین یعملون من صلوۃ العصر الی مغرب الشمس الا لکم الاجر مرتین خبردار کہ تم وہی لوگ ہو جو عصر سے غروب شمس تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری دوگنی ہے۔

فائدہ...... اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت عصر سے زائد ہے کیونکہ زوال کے بعد ایک مثل تک کی بات مان لی جائے تو پھر عصر کا وقت ظہر سے زائد ہو جاتا ہے کیونکہ بقول مخالفین مثل اوّل کے بعد عصر شروع ہوئی اور سورج کے غروب سے پہلے تک عصر کا وقت ہے اور یہ حدیث مذکور کرکے بیان کے خلاف ہے کیونکہ حدیث شریف میں ظہر کا وقت اکثر بتایا ہے اور اکثر افعال التفضیل ہے اور کثرت کا معنی اسی بناء پر ثابت ہوگا کہ ظہر کا وقت مثل اوّل کے بعد تک بھی ہو اور بعض ایسی احادیث سے ظہر کو تا دو مثل ثابت کیا گیا ہے چنانچہ متون فقہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور طحطاوی، شامی، بحرالرائق وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

☆ عن ابی ہریرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال شدۃ الحر من فیح جہنم فابردوا بالظہر و اشتکت النار الی ربہا فقالت رب اکل بعضی بعضاً فاذن لہا بنفسین نفس فی الشتاء و نفس فی الصیف (بخاری و مسلم نسائی بیہقی از ابو سعید و ابوداؤد طبانسی از ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گرمی کی تیزی دوزخ کی بھڑک سے ہے لہٰذا ظہر ٹھنڈی کرو آگ نے ربّ کی بارگاہ میں شکایت کی عرض کیا کہ مولیٰ میرے بعض نے بعض کو کھا ڈالا تو ربّ نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی ایک سانس سردی میں ایک سانس گرمی میں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی، قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان الحر ابردا صلوۃ و اذا کان البرد عجل (نسائی شریف) فرماتے ہیں کہ جب گرمی زیادہ ہوتی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تھی جلدی پڑھ لیتے تھے۔

اس کا آخری حصہ یہ ہے کہ وھو اشد ما تجدون من الحر و ھو اشد ما تجدون من الزمہریر (بخاری) جس کی وجہ سے تم سخت گرمی محسوس کرتے ہو اور جس کی وجہ سے تم سخت سردی محسوس کرتے ہو۔

فائدہ...... نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت کیلئے ماں باپ سے زیادہ شفیق ہیں اسی لئے اُمت پر شفقت کرتے ہوئے دوزخ کی گرمی سے بچالیا جیسے آخرت میں بچائیں گے بلا تمثیل جیسے ماں باپ انجان بیٹے کو دھوپ میں نہیں جانے دیتے تا کہ وہ دکھی نہ ہو یونہی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُمت کو بچاتے ہوئے دوپہر کی گرمی میں نماز سے روکا تا کہ اُمت دکھی نہ ہو۔ لیکن جو خود ہی چھلانگ لگا دے تو اس کا کیا علاج۔

طحاوی شریف نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہ رای النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یعجاھا فی الشتاء ویوخرھا فی الصیف انہوں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی پڑھتے تھے اور گرمیوں میں دیر سے پڑھتے تھے۔

فائدہ...... یہ دونوں روایتیں ہمارے احناف کے معمولی مؤید ہیں کہ گرمیوں میں ظہر کی تاخیر اور سردیوں میں تعجیل۔ اگر غیر مقلدین کے پاس کوئی صحیح قولی حدیث ہے تو لائیں جس میں تصریح ہو کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ ظہر ہمیشہ جلدی پڑھو۔

جمعہ کا وقت

نماز جمعہ کا وقت بھی ظہر کی طرح ہے کہ گرمیوں میں ٹھنڈک کر کے پڑھی جاوے، بعض لوگ سخت گرمی میں بھی جمعہ کی نماز بالکل اوّل وقت پڑھ لیتے ہیں، یہ خلافِ سنت ہے، غیر مقلد وہابی ضد کے پکے ہیں وہ حدیث صریح بھی ہو تو ضد کو نہیں چھوڑتے ورنہ ہم نے اپنے موقف کی صحیح احادیث لکھی ہیں ان پر عمل کر دکھائیں۔

بخاری شریف نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، قال کان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اشتد البرد بلر بالصلوۃ و اذا اشتد الحر ابرد بالصلوۃ یعنی الجمعۃ فرماتے ہیں کہ جب سخت ٹھنڈک ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز جلد پڑھتے اور جب گرمی تیز ہوتی تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے یعنی جمعہ کی نماز۔

فائدہ...... بخاری شریف جس پر ان کا سہارا ہے اس میں صریح لفاظ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں اور جمعہ اور ظہر ایک وقت ہے اسکی بھی تصریح حاضر کر دی لیکن دیکھ لیں وہ کبھی گرمیوں میں جمعہ ہو یا ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے نہیں پڑھیں گے یہ صرف ان کی ضد ہے اور خوارج کی تقلید۔

اسرار شریعت

حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کا خاصہ ہے یہ ہمیشہ اُمت کی خیر خواہی اور اس سے شفقت کے پیش نظر عبادات میں سہولتیں اور آرام کا خیال رکھتی ہے بخلاف یہودیوں کے اس کی مثالیں شرعی احکام میں موجود ہیں۔ اسی بناء پر یہاں بھی شریعت نے حکم فرمایا ہے کہ نماز ظہر گرمیوں میں ٹھنڈی کر کے پڑھنا آسانی ہے کہ تیز گرمی میں ظہر پڑھنا مسلمانوں کی تکلیف کا باعث ہے علاوہ ازیں جماعت کی کمی کا اندیشہ ہے کیونکہ گرمی میں عام کاروباری لوگ دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ یعنی دوپہر میں آرام کرتے ہیں اور دوپہر کی تپش گھر میں گذارنا چاہتے ہیں۔ اگر اس حالت میں نماز ظہر پڑھی جائے تو وہ لوگ سنت قیلولہ سے بھی محروم رہیں گے اور ان پر اس وقت مسجد کی حاضری گراں بھی پڑے گی اور ایسے موقع پر شریعت مطہرہ آسانی کر دیتی ہے۔

فائدہ...... مذکورہ بالا احادیث مبارکہ بھی اور اسرار شریعت سے معلوم ہوا کہ نماز ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے۔

عقلی دلائل

☆ گزشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بھی ظہر ٹھنڈک کر کے پڑھتے تھے اور اس کا حکم بھی دیتے تھے اور ظاہر ہے کہ اکثر ممالک خصوصاً ملک عرب میں ایک مثل سایہ کے بعد دوپہر کی تپش ٹوٹتی ہے ایک مثل تک سخت گرمی رہتی ہے۔ اگر ایک مثل پر وقت ظہر نکل جائے تو یہ احادیث غلط ہوں گی۔

☆ گزشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت نماز ظہر پڑھی، جب ٹیلوں کا سایہ نمودار ہوتا۔ تجربہ کرلیں کہ ایک مثل سایہ کے وقت ٹیلے کا سایہ نمودار نہیں ہوتا کیونکہ پھیلاوے کی وجہ سے اس کا سایہ ایک مثل کے بعد ظاہر ہوسکتا ہے اگر ایک مثل پر وقت ظہر نکل جاوے، تو یہ حدیث بھی غلط ہوگی جس میں ہے کہ نماز ظہر ٹھنڈک میں پڑھو۔

☆ نماز عصر کا وقت ہمیشہ ظہر کے وقت سے کم ہونا چاہئے اگر ایک مثل وقت عصر ہو جایا کرے تو ظہر کے برابر بلکہ کبھی ظہر سے بڑھ جائے گا اور اس مثال حدیث کے خلاف ہے جو بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مرفوع نقل فرمائی کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کی مثال دو نصارا کے مقابل اس طرح دی کہ کوئی شخص کسی مزدور کو صبح سے دوپہر تک ایک قیراط پر رکھے، دوسرے کو دوپہر سے نماز عصر تک ایک قیراط پر رکھے تیسرے کو نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک دو قیراط اُجرت پر رکھے۔ پہلے مزدور یہود ہیں، دوسرے مزدور نصاریٰ اور تیسرے مسلمان کہ ان کے عمل کا وقت تھوڑا، مزدوری دُگنی۔

حدیث کے آخری لفظ یہ ہیں، الا فانتم الذین یعملون من صلوۃ العصر الی مغرب الشمس الا لکم الاجر مرتین خبردار ہو کہ تم ہی وہ لوگ ہو جو نماز عصر سے سورج ڈوبے تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری دُگنی ہے۔

اگر عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہو جاتا تو ظہر کے برابر بلکہ کبھی اس سے زیادہ ہوتا اس صورت میں مسلمانوں کی یہ مثال بیان نہ فرمائی جاتی لہذا نماز عصر کا وقت ظہر سے کم ہونا چاہئے، یہ جب ہی ہوسکتا ہے جب وہ دو مثل سایہ سے شروع ہو، اگر ایک مثل پر عصر شروع ہو جائے تو بخاری شریف کی یہ حدیث بھی غلط ہو جاتی ہے۔ اسلئے ماننا پڑے گا کہ عصر دو مثل پر شروع ہوتی ہے۔ (جاء الحق)

﴿ باب - 2 ﴾

سوالات و جواباب

غیر مقلدین کے بعض سوالات محتمل ہیں جنہیں غور وخوض کرنے کے بعد اُلٹا وہی ہمارے موقف کے مؤید ہیں بعض سوالات غلط فہمی پر مبنی ہیں بعد تحقیق ان سے ہماری تائید ہوتی ہے۔ بعض سوالات سینہ زوری اور علمی چوری پر مبنی ہیں اگر چہ درحقیقت انہیں کوئی اعتراض نہیں لیکن مخالفین حسبِ عادت کسی نہ کسی طریق سے اپنا مطلب بنا ہی لیتے ہیں لیکن جب تک غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں ان کے داؤ دھر کے دھرے رہ جائینگے چند سوالات اوران کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت الظہر اذا زالت الشمس و کان ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر و العصر ما لم الصیفر الشمس (الحدیث رواہ مسلم، مشکوٰۃ)

جواب ......واو جو کہ وکان ظل الرجل الخ میں ہے نہ تو حرف غایۃ سے ہے اور نہ ہی حالت کیلئے ہے اور نہ ہی یہاں پر عطف کیلئے وقف ہوئی ہے کیونکہ اس طرح سے فاسد ہوگا کوئی معنی کسی طریق سے صحیح نہیں ہوسکتا ہے ہاں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ واو غایۃ اور مغیا کے درمیان واقع ہوئی ہے اور یہ جملہ معترضہ ہے جس سے زیادہ سے زیادہ دو باتیں ثابت ہوسکتی ہیں: (۲) اس جملہ انتہائے وقت کا بیان ہے (۲) وقت مختار بتانے کیلئے مخالفین پہلی بات کو لیتے ہیں اور ہم دوسری بات کو اور یہ دونوں باتیں حدیث میں متحکم ہیں جب حدیث محتمل بدو معنی ہے تو پھر اس سے استدلال باطل کیونکہ مسلمہ قاعدہ ہے اذا جاء الاحتمال بال الاستدلال خلاصہ یہ ہے کہ حدیث دونوں معنوں میں مشترک ہے جب اشتراک پایا جائے وہ دلیل حجت نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کیلئے دوسری دلیل سے تائید نہ ہو اور مخالفین کے پاس کوئی صریح قول نہیں اور ہمارے پاس بفضلہٖ تعالیٰ بے شمار دلائل ہیں۔ جنہیں فقیر نے عرض کردیا ہے اور جملہ والعصر مالم الصیفر الشمس بھی ہمارا مؤید ہے اور حدیث تو آپ نے باب اوّل میں پڑھ لی ہیں۔

☆ سیّدنا جبریل علیہ السلام والی حدیث میں اوقات بتائے گئے ہیں اس میں تو اُلٹا ہمیں تائید ملتی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے دوسرے روز مثل ازل کے بعد ہی ظہر پڑھی اور یہی ہمارا مدعا ہے کہ جن احادیث میں اوّل وقت نماز پڑھی گئی وہ صرف بوجہ ضرورت یا برائے بیان جواز تھی ورنہ عادۃً اور مختار اور افضل یہی رہا کہ گرمیوں میں مثل اوّل کے بعد ہی ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے ہم نے فعلی احادیث کے علاوہ قولی حدیثیں بھی پیش کردی ہیں اور مخالفین کے پاس بفضلہٖ تعالیٰ قولی حدیث تو ایک بھی نہیں نہ صحیح اور نہ ضعیف ہاں خیالی پلاؤ ہیں اور ایسے خیالی پلاؤ شیخ چلی کے پاس بھی بہت تھے جنہیں شریعت مصطفویہ علیٰ صاحب الصلوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال - ۱ ...... ابو داؤد، ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے ایک دراز حدیث روایت کی جس میں ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے دو دِن میں نماز پڑھائی ایک دن ہر نماز اوّل وقت پڑھی دوسرے دن ہر نماز آخر وقت میں اس کے بعض الفاظ یہ ہیں، **وصلی لی العصر حین صار ظل کل شی مثلہ** حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پہلے دن عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہوگیا۔

معلوم ہوا کہ عصر کا وقت ایک مثل سایہ پر شروع ہو جاتا ہے اور ظہر کا وقت اس سے پہلے نکل جاتا ہے۔

جواب الزامی ...... حدیث مخالف کے بھی خلاف ہے کیونکہ اسی حدیث میں اس جگہ یہ بھی ہے، **فلما کان الغد صلی بی الظھر حین کان ظلہ مثلہ** جب دوسرا دِن ہوا تو نہ مجھے حضرت جبرئیل نے نماز ظہر پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہوگیا۔

جبرئیل علیہ السلام نے پہلے دن ایک سایہ پر نماز عصر پڑھائی دوسرے دن خاص اسی وقت نماز ظہر پڑھائی حالانکہ وقت عصر ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اگر ایک مثل سایہ پر وقت عصر داخل ہو جاتا ہے تو دوسرے دن اسی وقت نماز ظہر کیوں پڑھائی گئی۔

اس حدیث میں اسی جگہ یہ الفاظ ہیں، **وصلی بی العصر حین کان ظلہ مثلیہ** اور دوسرے دن مجھے نماز عصر جب پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہوگیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عصر کا آخری وقت دو مثل سایہ ہے۔ حالانکہ آخری وقت سورج کا غروب ہے۔

تحقیق جواب ...... اس حدیث میں اوّل دن کی نماز عصر میں صِرف ایک مثل سایہ کا ذکر ہے اور دوسرے دن کے آخر عصر میں دو مثل سایہ کا ذکر ہے۔ اصل سایہ کا جو دوپہر کے وقت ہوتا ہے بالکل ذکر نہیں۔ حالانکہ تم بھی کہتے ہو کہ ایک مثل یا دو مثل اصل سایہ کے علاوہ ہونا چاہئے تو جو تمہارا جواب ہے وہ ہمارا۔

جواب ...... اس حدیث میں تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک مثل سایہ نماز عصر پڑھادی گئی اور جو حدیثیں ہم باب اوّل میں پیش کر چکے ہیں ان میں ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گرمی میں نماز ظہر ٹھنڈی کر کے اور ٹیلے کا سایہ پڑ جانے پر ادا فرمائی جو ایک مثل کے بعد ہوتا ہے تو حدیثیں آپس میں متعارض ہوئیں تو لہٰذا ہماری پیش کردہ حدیثوں کو ترجیح ہوگئی کیونکہ وہ قیام شرعی کے مطابق ہیں اور یہ حدیث قابل عمل نہیں کیونکہ قیاس شرعی کے خلاف ہے تعارض کے وقت حدیث کو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔

جواب ...... یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ عمل پہلے واقع ہوا کیونکہ شب معراج کی صبح کو ہوا جب کہ نماز فرض ہی ہوئی تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل جو ہم پیش کرتے ہیں یعنی ٹھنڈک میں نماز پڑھنا بعد کا عمل ہے لہٰذا تمہاری پیش کردہ احادیث منسوخ ہے ہماری پیش کردہ احادیث اس کی ناسخ اس لیے یہ حدیث قابل عمل نہیں۔

جواب ...... شرعی قاعدہ ہے کہ یقینی چیز شک سے زائل نہیں ہوسکتی۔ یقین کو یقین ہی دفعہ کرسکتا ہے۔ اس قاعدہ پر صدہا مسائل نکالے گئے ہیں سورج ڈھلنے سے وقت ظہر یقیناً آگیا اور ایک مثل سایہ پر اس وقت کا نکلنا مشکوک ہے تو اس شک سے وقت ظہر نہ نکلے گا اور عصر کا وقت داخل نہ ہوگا اور یہ قول یقینی ہے اور غیر مقلد ہے، اسی لئے باطل ہے۔

سوال-۲ ...... مسلم شریف میں ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ **شکونا الی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم حر الرمضاء فلم یشنك** ہم نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گرم پتھروں کی گرمی کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت نہ سنی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ظہر اوّل وقت میں پڑھی جانی چاہیے۔

جواب ...... زیادہ سے زیادہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ گرمی میں ظہر اوّل وقت پڑھنا جائز ہے چونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پڑھ لی تھی اور نماز جائز ہوگئی۔ اب حضور علیہ السلام ان کی پتھروں کی گرمی کے متعلق سوائے خاموشی کے اور کیا کرتے جبکہ یہ قدرتی امر ہے اس کا ازالہ کیسا۔

جواب ...... حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تو پتھروں کی گرمی کی شکایت کی تھی جیسے حدیث شریف میں صاف ہے نہ کہ نماز کے جواز وعدم جواز یا استحبار وعدم استحباب سوال کیا تو ان کے سوال کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ جس کا ازالہ نہیں ہوسکتا اس لئے سوائے خاموشی اس کا اور کوئی جواب نہ تھا۔

فائدہ ...... حرمین طیبین کی حاضری دینے والے حضرات جانتے ہیں کہ وہاں کی گرمی کیسی شدت کی ہوتی ہے بالخصوص پتھروں کی گرمی کی شدت تو سب کو معلوم ہے تو پتھروں کی گرمی تو دیر تک رہتی ہے اسی لئے اسے تو نماز ظہر کی تاخیر کا احتمال بھی نکلتا ہے۔

جواب ...... بعض علماء کرام اس طرف بھی گئے ہیں کہ حدیث خباب یا اس قسم کی احادیث روایان ابراد سے منسوخ ہیں چنانچہ علامہ عینی شرح بخاری، ج۲ ص ۵۲۹ میں اور امام ابوبکر لاثری نے ناسخ ومسوخ رسالہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

جواب ...... بعض علماء کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت خباب اور ان کے رفقاء ابراد معلومہ اور زیادہ نماز ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھنے کی اجازت چاہی تو آپ نے خاموشی سے اس کا گویا انکار فرمایا کہ اس کی مزید اس لئے اجازت نہیں ہوسکتی کہ اس طرح سے ظہر کا وقت نکل جائے گا۔ (عینی شرح بخاری، ج۲ ص۵۲۰)

سوال - ۳ ...... صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر اتنی جلدی پڑھتے تھے کہ فرش بہت گرم ہوتا تھا ہم اس پر سجدہ نہ کر سکتے تھے اسی لئے سجدے کی جگہ کپڑا یا ٹھنڈی بجری رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز ظہر گرمیوں میں بھی اوّل وقت ہی پڑھنی چاہیے۔

﴿ جوابات ﴾

☆ یہ حدیث ان تمام حدیثوں کے خلاف ہے جن میں گرمیوں کی ظہر کی تاخیر کرنے ٹھنڈی کرنے کا حکم ہے اور وہ حدیثیں قیاس شرعی کے مطابق لہٰذا وہ ہی قابل عمل ہیں یہ حدیث نا قابل عمل یا منسوخ ہے جیسا کہ فقیر نے خباب کی حدیث کے جواب میں لکھا ہے۔

☆ فرش کی گرمی خصوصاً ملک عرب میں بہت دیر تک رہتی ہے ایک مثل سایہ کے بعد رہتی ہے۔ یہ گرمی پہلے کی ہوتی تھی وقت ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے بالکل خلاف نہیں جن میں ٹھنڈک کا حکم ہے جہاں تک ہو سکے احادیث میں تطبیق دی جائے جیسے اصول حدیث کا قاعدہ ہے۔

سوال - ٤ ...... صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ عصر اتنی جلدی پڑھتے تھے کہ بعد نماز عصر اونٹ ذبح کر کے بوٹیاں بنا کر بھون کر آفتاب ڈوبنے سے پہلے کھا لیتے تھے اور ہم میں سے بعض لوگ نماز عصر کے بعد تین میل مسافت طے کر کے اپنے گھر پہنچ جاتے تھے اور ابھی سورج چمکتا ہوتا تھا جیسا کہ مسلم شریف وغیرہ میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز دو مثل سے پہلے پڑھی جاتی تھی کیونکہ دو مثل کے بعد اتنا وقت نہیں بچتا کہ یہ کام کیے جائیں۔

جواب ...... یہ تمام حدیثیں دُرست ہیں مگر یہ مذکورہ نتیجہ نکالنا غلط، دو مثل کے بعد عصر پڑھ کر تین میل فاصلہ بخوبی طے ہو سکتا ہے اہل عرب بہت تیز سفر طے کرتے تھے بعض لوگ دس منٹ میں ایک میل چل لیتے ہیں تین میل آدھ گھنٹے میں چل جاتے ہیں عصر کا وقت بعض زمانہ میں دو گھنٹہ سے بھی زیادہ ہوتا ہے ایسے ہی اونٹ کا ذبح کر لینا اور بھون کر کھا لینا غروب آفتاب سے پہلے ہو سکتا ہے اہل عرب ذبح اور گوشت صاف کرنے پکانے میں بہت ہی پھرتیلے ہوتے ہیں بلکہ بذریعہ ادویہ تو اور زیادہ آسان ہے لہٰذا یہ سوال فضول ہے۔

سوال-۵...... مسلم بخاری میں حضرت سہل ابن سعد سے روایت ہے، قال ما کنا نقیل و لا نتغدی البعد الجمعة ہم صحابہ نہیں قیلولہ کرتے ہیں نہ ناشتہ کھاتے تھے مگر جمعہ کے بعد۔

اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز سخت گرمی میں بھی بہت جلد پڑھنی چاہئے کہ دوپہر کا آرام بلکہ صبح کا ناشتہ بھی بعد نماز کیا جائے پھر تم کیسے کہتے ہو کہ گرمیوں میں جمعہ ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

جواب...... یہ حدیث ظاہری معنی سے تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ نماز جمعہ ناشتہ اور قیلولہ دوپہر کے آرام سے پہلے پڑھی جائے تو چاہئے فجر کے بعد فوراً جمعہ پڑھ لیا جائے کیونکہ ناشتہ تو بالکل سویرے ہوتا ہے تم بھی اتنی جلد جمعہ پڑھ لینے کے قائل نہیں۔

یہ کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہم جمعہ کے دن جمعہ کی تیاری کی وجہ سے نماز سے پہلے نہ ناشتہ کرتے تھے نہ دوپہر کا آرام بعد نماز یہ سب کچھ کرتے تھے یعنی نماز کی وجہ سے ناشتہ اور آرام پیچھے کر دیتے تھے نہ کہ ناشتہ اور آرام کی وجہ سے جمعہ پہلے پڑھ لیتے تھے جیسا کہ تم سمجھے۔

اس حدیث میں سردیوں کے جمعہ کا ذکر ہے کہ اس زمانہ میں دن چھوٹا ہوتا ہے دوپہر میں گرمی نہیں ہوتی اس لئے سورج ڈھلتے ہی جمع پڑھ لیتے تھے دوپہر کا کھانا اور آرام بعد جمعہ کرتے تھے اب بھی مدینہ والے ایسا ہی کرتے ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصلی الجمعة حین نزولا لشمس بیشک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ نزول شمس کے وقت پڑھتے تھے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ نماز جمعہ سورج ڈھلنے سے پہلے پڑھ لی جائے چونکہ نماز جمعہ نماز ظہر کی نائب ہے لہٰذا ظہر کے وقت میں ہی ادا ہوگی اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے سردیوں میں سورج ڈھلتے ہی پڑھ لی جائے گی۔ اس طرح سے احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

سوال-٦......قال جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی بالهاجرة (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ظہر دوپہر گرمی میں نماز پڑھتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں بھی اوّل وقت میں پڑھنا سنت ہے اس لئے کہ الہاجرہ جر سے مشتق ہے معنی چھوڑنا کیونکہ دوپہر کے وقت گرمی سخت ہوتی ہے اور لوگ کاروبار چھوڑ کر آرام کرتے ہیں اسی لئے اس وقت کا نام الہاجرۃ ہے۔

جواب...... یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں اس لئے کہ ہم گرمیوں میں اوّل وقت میں نماز جائز سمجھتے ہیں اور حضور علیہ السلام کبھی اُمت کی سہولت کیلئے جواز کے طور عمل فرماتے لیکن ہمارا موقف ہے افضلیت کا اور افضلیت ٹھنڈے وقت میں ہے۔

یہ حدیث فعلی ہے اور ہم نے باب اوّل میں احادیث قولی اور ساتھ ہی فعلی بھی لکھی ہیں تو زیادہ ثواب ٹھنڈے وقت میں جائز ہو جانا اور بات ہے زیادہ ثواب حاصل کرنا اور بات سوکھے روکھے کھانے سے تو پیٹ بھر جاتا ہے لیکن مزہ مرغن و مکالف غذا میں ہے جس کے آگے روکھے ٹکڑے پڑے ہوں اور مرغن و مکالف بھی تو بتایئے ترجیح کس کو دی جائے گی۔ سمجھدار کیلئے اتنا کافی ہے اور ضدی تو ہے بھی ضد کا پتلا۔

گرمیوں میں اوّل وقت نماز پڑھنے کا حکم منسوخ ہے۔ حدیث خباب میں فقیر نے علامہ عینی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ وغیرہ کا حوالہ نقل کردیا ہے۔

احادیث ناسخہ

نسخ کی تائید و حدیث ذیل...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اذا کان الحر و بکر و اذا کان اکر بردوا جب موسم سرما ہو تو ظہر جلدی پڑھو اور جب موسم گرم ہو تو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔ حدیث مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ کنا نصلی بالھاجرۃ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ابردو ہم دوپہر کے وقت ظہر پڑھتے تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

گھر کی گواہی

حکم ابراد تجیر کے بعد چنانچہ غیر مقلدین کا سربراہ شوکانی نیل الاوطار، ج ا ص ۳۰۴، میں لکھتا ہے کہ وکان آخر الامرین من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم الابرد حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عمل ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا تھا۔

تصحیح حدیث از شوکانی

بعض غیر مقلدین اصول حدیث سے ناواقفیت کی بناء پر کہتے ہیں کہ گرمی میں اوّل وقت ظہر کی روایت خباب صحیح مسلم میں ہے لیکن روایت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر صحاح سے ہے تو اس کا ازالہ شوکانی نے یوں کیا کہ حدیث مغیرہ کی امام ابو حاتم و امام احمد نے تصحیح کی ہے اور امام بخاری نے اس حدیث کو محفوظ اور دلائل نسخ میں بہت بڑی دلیل قرار دیا ہے۔ اس کے بعد اس کی شوکانی نے غیر مقلدین کے ایک وہم کو دُور کر کے لکھا کہ اگر جہالت تاریخ و عدم معرفتہ متاخر کی وجہ سے نسخ کو تسلیم نہ کریں تو پھر بھی حدیث ابراد (ٹھنڈا کرنا) بہر حال ارجح ہے کیونکہ ابراد کی احادیث صحیحین بلکہ تمام امہات کتب حدیث میں بطریق متعدد موجود ہیں اور حدیث خباب صرف مسلم میں ہے ولا شک ان لمتفق علیہ مقدم اور متفق علیہ حدیث مقدم اور وہ حدیث جو طرق متعددہ کے مروی ہو مقدم ہوتی ہے۔ (نیل الاوطار، ص ۳۰۵)

الحمد للہ شوکانی وہ کہہ گیا جو حنفی کہتے ہیں لیکن وہابی غیر مقلدین پھر بھی نہ مانیں تو ان کی ضد ہے اور ضد لا علاج بیماری ہے۔

سوال-۷......جب حدیث منسوخ ہوگئی تو پھر تم جواز کی بات کیوں کرتے ہو۔

جواب......نسخ کی کئی قسمیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ منسوخ ہونے کے باوجود اس پر عمل کرنا جائز ہوتا ہے مثلاً محرم کے روزے کی فرضیت منسوخ ہوئی تو اس پر استحباباً عمل کرنا جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف القول الراسخ فی المنسوخ والناسخ۔

سوال-۸......بخاری شریف میں ہے سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، **کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی العصر و الشمس لم تخرج من حجر تھا ولشمس طالعة و لم یظھر الفی و الشمس فی حجر تھالم یظھر الفی من حجر تھاء** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ سورج ابھی آپ کے حجرہ میں ہوتا اور سایہ ظاہر نہ ہوتا اور دھوپ میرے حجرے میں ہوتی اور سایہ نہ پھیلتا۔

جواب......امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب لکھا، حجرہ میں دھوپ اس لئے ہوتی کہ اس کی دیواریں لمبی نہ تھیں اس لئے حجرے سے دھوپ اس وقت جاتی جب آفتاب قریب غروب ہوتا۔

حجرۂ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مسئلہ تب سمجھ آئے گا جب حجرہ عائشہ رضی اللہ عالی عنہا کے متعلق معلومات سامنے ہوں یاد رہے کہ وہ حجرۂ مقدسہ کوئی کوٹھی یا بنگلہ نہ تھا بلکہ جو حجرے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کیلئے بنوائے ان کا طول ساڑھے دس فٹ اور عرض تقریباً نو فٹ تھا یونہی چھت اتنی اونچی تھی کہ اگر کوئی کھڑا ہو کر ہاتھ بلند کرتے وہ اس چھت کو چھولیتا اور دروازوں کی بلندی ساڑھے چار فٹ اور اس کی چوڑائی پونے دو فٹ تھی اور یہی حال دیواروں کا تھا تو جو حجرہ مبارک اس کیفیت سے ہو اس میں سورج کی دھوپ کسی وقت تک رہتی ہوگی۔ وہی جو ہم نے کہا کہ دو مثلوں کے بعد تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہوگا اسی لئے اس سے ہمارا دعویٰ کا اثبات ہے نہ کہ نفی۔

سوال -۹...... عقل کا تقاضا یہ ہے کہ گرمی میں نماز ظہر پڑھی جائے کیونکہ اس میں مشقت ہے اور جو عبادت پر مشقت ہو اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔

جواب...... یہ قاعدہ ہے غلط ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔

☆ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اوّل وقت کی فضیلت عام ہے یا مطلق ہے اور ابراد والی حدیث مخصوص عنہ البعض (خاص) اور مقید ہے ایسے مواقع پر خاص عام پر مقید مطلق پر مقدم ہوا کرتا ہے۔ (فتح الباری)

☆ عقل کا تقاضا تفصیلی تو فقیر نے باب اوّل میں عرض کیا ہے یہاں خصوصیت سے عرض ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں ظہر کے ٹھنڈا کرنے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ صحابہ دور دور سے چل کر باری باری مسجد نبوی شریف حاضری دیتے تھے اسلئے آپ نے ابراد کا حکم دیا تا کہ تمام لوگ جمع ہو جائیں اگر اس علت کا اعتبار نہ بھی کیا جائے تو وہی علت سب سے زیادہ قوی ہے کہ دوپہر کی گرمی دوزخ کی بھاپ ہے اسی لئے بچنا ضروری ہے اسی لئے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحالت سفر بھی نماز ظہر میں تاخیر فرمائی اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بار بار روکا اور فرمایا: ابرد ابرد انتظر انتظر۔

بہرحال ظہر کی نماز گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے پڑھنا افضل ہے جلدی میں صرف جواز ہے اور دین کا عاشق اجر وثواب کی فضیلت کو ترجیح دیتا ہے الحمدللہ فقیر نے اپنے موقف کو قوی دلائل سے ثابت کر دیا ہے کوئی نہیں مانتا تو قیامت میں اس کا جواب وہ خود ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ المبین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ

۲۰ ذوالحجہ شریف ۱۴۲۰ھ ۲۷ مارچ ۲۰۰۰ء بروز سوموار گیارہ بجے دن

دارالحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ، بہاول پور (پاکستان)